②

تحریک جدید کے ہر دفتر میں حصہ لینے والوں کو اپنا بوجھ آپ اٹھانا ہے

جماعت کو کوشش کرنی چاہئیے کہ اس سال پچھلے سال سے زیادہ واقفین دیہاتی مبلغین کی کلاس میں داخل ہوں

(فرمودہ 17 جنوری 1947ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مَیں نے جماعت کو پہلے بھی بہت دفعہ توجہ دلائی ہے کہ تبلیغ کا کام دن بدن وسیع ہوتا جارہا ہے۔ اور جب تک جماعت خاص قربانی نہ کرے گی اُس وقت تک اِس بوجھ کو اٹھانا مشکل نظر آتا ہے۔ دوستوں کو معلوم ہے کہ تحریک جدید کی طرف سے ساٹھ کے قریب مبلغ باہر جاچکے ہیں اور تیس کے قریب اَور جانے والے ہیں۔ امید ہے کہ اِس سال سو مبلغ غیر ممالک میں چلے جائیں گے۔ اِس کے علاوہ یہاں باہر جانے والے مبلغین کے قائمقام بھی تیار کئے جارہے ہیں۔ کچھ واقفین عربی تعلیم حاصل کررہے ہیں اور کچھ فارغ التحصیل ہونے کے بعد دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ اِن سب کے اخراجات مل کر اتنے ہیں کہ موجودہ چندہ سے ان اخراجات کو بہت مشکل سے پورا کیا جاتا ہے۔ اور آئندہ تو یہ کام اَور بھی زیادہ ہوجائے گا اور موجودہ چندہ اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکے گا۔ چندہ کو بڑھانے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جماعت تعداد میں بڑھے اور دوسری

یہ کہ جماعت کی آمد بڑھ جائے۔ یہ دونوں صورتیں ہماری جماعت کے لئے ضروری ہیں۔ اگر جماعت کے چندوں میں آئندہ اضافہ نہ ہوتو ریزروفنڈ قائم نہیں کیا جاسکتا بلکہ خطرہ ہے کہ یہ بوجھ پہلے ریزروفنڈ کوبھی نہ کھا جائے۔

آج ہم پر تحریک جدید کا تیرھواں سال گزر رہا ہے۔ اِس سال کو اگر نکال دیا جائے تو اس دَور میں حصہ لینے والوں کے لئے چھ سال باقی ہیں۔ اور اگر اس سال کو شامل کرلیا جائے تو سات سال ہوجاتے ہیں۔ اُن لوگوں نے جو پہلے دَور میں شامل ہیں تحریک جدید کے اخراجات کا بوجھ بھی اٹھایا ہے اور ساتھ ایک ریزروفنڈ بھی قائم کیا ہے۔ اور دفتر دوم والوں کا روپیہ فی الحال جمع ہوتا جارہا ہے۔ ہم دفتر دوم کو اِس قابل بنانا چاہتے ہیں کہ وہ دفتر اول کے بوجھ کو اٹھا سکے۔ مجھے افسوس ہے کہ اِس سال وعدوں کی تعداد تسلی بخش نہیں۔ بعض جماعتوں نے ابھی تک اپنے وعدے نہیں بھجوائے۔ باوجود اِس کے کہ دفتر یاددہانی کروا رہا ہے۔ وعدوں کے بھجوانے کی آخری تاریخ 10 فروری ہے۔ اِس کے بعد ان حصوں کے وعدے نہیں لئے جائیں گے جہاں اردو بولی یا سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً پنجاب، سرحد، یوپی وغیرہ۔ لیکن وہ صوبے جہاں اردو نہیں بولی جاتی بلکہ وہ غیر زبان بولتے ہیں۔ مثلاً بنگال وغیرہ اُن کے لئے آخری تاریخ اپریل ہے۔ اور ہندوستان کے باہر جون تک کے وعدے لے لئے جائیں گے۔ جون کے بعد جو وعدے آئیں گے وہ نہیں لئے جائینگے۔ آج 17 جنوری ہے۔ اِس حساب سے گویا وعدوں کے لئے چوبیس دن باقی ہیں اور ابھی نصف کے قریب وعدے باقی ہیں۔ اَور تو اَور قادیان کی جماعت میں ایک حصہ ایسا ہے جس نے اپنے وعدے ابھی تک نہیں بھجوائے۔ لجنہ کے متعلق تو مجھے یقینی طور پر علم ہے۔ اور مردوں میں سے بھی بہت سے ایسے ہیں جن کے وعدے موصول نہیں ہوئے۔ حالانکہ قادیان ایسی جگہ ہے جہاں ہر تحریک کے متعلق سب سے پہلے کام شروع ہونا چاہیئے۔ کیونکہ قادیان والوں کو بیرونی جماعتوں کی نسبت پہلے علم ہوتا ہے۔ اِس لحاظ سے قادیان کی جماعت کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ بیرونی جماعتوں کی نسبت زیادہ توجہ سے کام کریں۔ بیرونی جماعتوں میں سے بھی بہت سی جماعتیں باقی ہیں جن کے وعدے نہیں آئے۔ معلوم نہیں کہ کیوں اِس سال سُستی سے کام لیا گیا ہے۔ یا تو عہدیداروں نے پوری کوشش نہیں کی اور یا خود افراد نے ابھی تک پوری توجہ نہیں کی۔

مَیں آج کے خطبہ کے ذریعہ جماعت کو اُس کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جماعت کو چاہئیے کہ وہ جلد سے جلد اپنے وعدے بھجوائے۔ اگر وعدے جلدی نہ بھیجے جائیں تو تبلیغی کاموں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جماعت کو خود اِس بات کا احساس ہونا چاہئیے کہ جماعت کی تبلیغی مساعی میں کوئی روک واقع نہ ہو۔ مَیں نے پہلے بتایا تھا کہ اِس میں شبہ نہیں کہ جہاں تک تحریک جدید کے کاموں کو چلانے کا سوال ہے جماعت نے اس معاملہ میں بے نظیر قربانی پیش کی ہے۔ اور ہر قربانی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان کو آئندہ اُس سے بڑھ کر قربانی کرنے کی توفیق عطا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مومن کی قربانی اُس بیج کی طرح ہوتی ہے جو کہ پھولتا، پھلتا اور بار بار پھل لاتا ہے[1]۔ اگر ایک شخص اخلاص کے ساتھ تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے قبول کر لیتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئیے کہ آئندہ سال اُسے پہلے کی نسبت زیادہ قربانی کرنے کی توفیق ملے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے نصف سے زیادہ دوستوں کو پہلے کی نسبت زیادہ قربانی کرنے کی توفیق دے رہا ہے۔ اور جن کو قربانی میں بڑھنے کی توفیق نہیں ملی اُن کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئیے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی چاہئیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ جھکنا چاہئیے تا کہ اللہ تعالیٰ اُن کی سُستیوں اور کمزوریوں کو دور کرے اور قربانیوں میں قدم آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

گزشتہ سال یعنی تحریک جدید کے بارھویں سال گزشتہ سالوں کی نسبت جماعت نے بہت اچھا کام کیا ہے اور اس سال 30 نومبر تک 92 فیصدی وعدوں کی وصولی ہوگئی۔ یہ خوشکن بات ہے۔ اور یہ چیز اِس بات کا ثبوت ہے کہ وعدہ کرنے والوں نے اخلاص سے وعدے کئے۔ اِسی لئے اُن کو ان کے پورا کرنے کی توفیق ملی۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی دوست پوری توجّہ کے ساتھ تحریک جدید کے کاموں میں حصہ لیں گے۔ دورِ اوّل والوں کے 19 سالہ دور میں سے بارہ سال گزر چکے ہیں۔ بارہ سال قربانی کرنے کے بعد سُستی کرنا ایک افسوسناک امر ہے۔ گویا 62 فیصدی زمانہ گزر چکا ہے۔ زیادہ رستہ طے ہو چکا ہے اور تھوڑا رستہ باقی ہے اور اب منزل قریب نظر آ رہی ہے۔ اب سُست ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ پس مَیں جماعت قادیان اور بیرونی جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وقت پر اپنی پوری کوشش کے ساتھ جتنی جلدی ہو سکے اپنے

وعدے بھجوا دیں تا کہ اگلے سال کا بجٹ تیار کیا جا سکے۔ گو نئے سال کا بجٹ مئی سے شروع ہوتا ہے لیکن بجٹ مارچ اپریل میں بن جاتا ہے اس لئے دس فروری آخری تاریخ رکھی جاتی ہے۔ اِس وقت تک دفتر والوں کو ایک اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہمیں کتنی آمد کی امید ہے اور پہلے کی نسبت وعدوں میں کمی ہے یا زیادتی ہے۔ جو خرچ ہم کر چکے ہیں وہ تو روکے نہیں جا سکتے اور نہ ہی ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک جگہ پر ٹھہرنا پسند کرتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے ساٹھ مبلغ جا چکے ہیں اور ارادہ ہے کہ یہ تعداد سو تک پہنچ جائے لیکن پھر بھی اگلی زیادتی میں بجٹ کے اندازہ کو اور چندوں کی رفتار کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ اس بجٹ کے مطابق سکیم تیار کی جاتی ہے اور جب تک بجٹ تیار نہ ہو کسی سکیم کو چلایا نہیں جا سکتا۔

دوسرا سوال دفتر دوم کا ہے۔ گزشتہ سال دفتر دوم میں پچانوے ہزار کے وعدے تھے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ دفتر دوم ابھی اِس قابل نہیں ہوا کہ وہ دفتر اول کا بوجھ اٹھا سکے۔ اِس سال تحریک جدید کا بجٹ چار لاکھ سے کم نہیں ہوگا۔ اور ابھی چھ سال دَورِ اوّل کے باقی ہیں۔ نہ معلوم ان میں کتنی زیادتی ہوگی اور پچانوے ہزار تو چار لاکھ کا چوتھا حصہ بھی نہیں۔ اِس لحاظ سے دفتر دوم کی آمد بہت کم ہے اور یہ رفتار تسلی بخش نہیں۔ جب تک اگلی نسل قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش نہیں کرتی اور پہلوں سے قدم آگے نہیں رکھتی اُس وقت تک ہم اپنے آپ کو کامیاب نہیں سمجھ سکتے۔ تحریک جدید میں صرف حصہ لے لینے سے انسان کو عزت حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی تحریک جدید کے نام میں کوئی عزت ہے بلکہ اِس نام کے پیچھے جو روح کام کر رہی ہے وہ قابلِ عزت ہے۔ یعنی انسان اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر جان، مال، جائیداد اور عزت ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائے۔ اگر یہ نہیں تو پھر تحریک میں صرف چند روپے دے کر انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں بن سکتا۔ بلکہ اُس کا اپنی طاقت کے مطابق قربانی کرنا اُس کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بناتا ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ دفتر دوم میں حصہ لینے والے بہت کم ہیں۔ اور اُن کے چندے کی وصولی کی رفتار اَور بھی سُست ہے۔ مَیں تو یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ ہماری نسلیں ہم سے بڑھ کر قربانی کرنے والی ہوں اور ہمارا قدم کسی رنگ میں بھی پیچھے کی طرف نہ پڑے۔ اور آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا قدم ہر رنگ میں آگے کی طرف پڑ رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جہاں ایسے مخلص لوگ تھے کہ وہ اپنی آمد میں سے نصف سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانی کر دیتے تھے وہاں آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے لوگ موجود ہیں جو کہ نصف آمد یا نصف آمد سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پیسہ فی روپیہ چندہ تھا۔ اس کے بعد دو پیسے فی روپیہ ہوا۔ پھر تین پیسے فی روپیہ ہوا۔ اور اب چار پیسے فی روپیہ ہے۔ یہی شکل وصیت کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بہت تھوڑے لوگ موصی تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں کی تعداد میں موصی ہیں۔ اور چندہ تو آنہ کی بجائے پانچ پیسے فی روپیہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ چندہ جلسہ سالانہ بھی ایک مستقل چندہ ہے۔ اِس کو ملا کر پانچ پیسے فی روپیہ بن جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید جاری ہوگئی ہے اور جماعت یہ تمام قسم کے بوجھ اٹھاتی جا رہی ہے اور اس کا قدم دن بدن ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اگر انسان وفاداری کر سکتا ہے اور وفاداری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیوں وفاداری نہ کریگا۔ بلکہ وہ تو تمام دنیا سے بڑھ کر وفادار ہے اور کوئی چیز اسکی طرح وفادار نہیں۔ اس لئے مَیں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے قربانیاں کرینگے وہ قربانیاں اُن کے لئے اِس دنیا میں بھی بڑی بڑی برکتوں کا موجب ہوں گی اور اگلے جہان کا اندازہ نہ تم لگا سکتے ہو اور نہ مَیں لگا سکتا ہوں۔

پھر وقفِ زندگی کا مطالبہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں باقاعدہ طور پر کوئی ایک مبلغ بھی نہ تھا۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر اڑھائی سو مبلغ کام کر رہے ہیں۔ اور بہت سے جانے کے لئے تیار ہیں۔ اور کچھ تیاری کر رہے ہیں۔ اور کافی تعداد میں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں اور وہ اشارہ کے منتظر ہیں۔ وقف زندگی کرنے کے جذبہ کا احساس دوسری قومیں نہیں کر سکتیں کیونکہ اُن میں یہ روح نہیں۔ لیکن ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی مثال دوسری قوموں میں نہیں مل سکتی۔ بعض آدمی ایسے ہیں جو مستقل ملازمتیں چھوڑ کر آئے ہیں۔ وہ ہزار بارہ سو کے گریڈ میں کام کر رہے تھے اور یہاں آ کر انہوں نے سوڈیڑھ سو روپیہ لے کر اُسی پر قناعت کی۔ اور بعض وکلاء ہیں جو کہ ہزار بارہ سو روپیہ ماہوار کما سکتے تھے اور یہاں آ کر ساٹھ ستّر روپے

پر گزارہ کر رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر رنگ میں ترقی ہو رہی ہے اور جماعت دن بدن اپنے اخلاص میں ترقی کر رہی ہے۔ بعض دفعہ کسی خاص نقص یا خاص خرابی کی طرف جماعت کو متوجہ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ جماعت کا قدم نیچے کی طرف آ رہا ہے بلکہ اس سے مراد صرف جماعت کو آگاہ کرنا ہوتا ہے۔ ورنہ مَیں دیکھتا ہوں کہ جس طرح پروانے شمع کے گرد جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے جلنے میں سبقت کرتے ہیں۔ اِسی طرح سینکڑوں ہزاروں لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیوانہ وار فنا ہونے کو تیار ہیں۔ اور جب وہ مجھے ملنے کے لئے آتے ہیں مجھے اُن کی حالت کو دیکھ کر اُن پر رشک آتا ہے۔ آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں، جسم کانپ رہا ہوتا ہے اور پوچھتے ہیں کہ کس گناہ کی شامت میں ہمیں قبول نہیں کیا جا رہا۔ حالانکہ وہ بڑے بڑے عہدوں پر ملازم ہوتے ہیں اور بڑی بڑی تنخواہیں پاتے ہیں۔ لیکن وہ اِس دنیوی ترقی کو نہایت حقیر سمجھتے ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ اصلی عزت خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔ جس جماعت میں ایسے لوگ ہوں اللہ تعالیٰ اُس جماعت کا خود محافظ ہوتا ہے اور اُس جماعت کو آپ ترقی دیتا ہے۔ لیکن دوسرا طبقہ جن کو زندگیاں وقف کرنے کی توفیق نہیں ملی اُن کو چاہیئے کہ وہ مالی قربانیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور مالی قربانیاں کر کے یہ ثابت کر دیں کہ ہم مُردہ نہیں ہیں ہم میں بھی روحانیت ہے۔ اور یہ تبھی ثابت ہوسکتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قربانی کریں۔ دوسرے دفتر دوم والوں کو چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لیں اور ایک دو سال کے اندر اندر اپنے وعدے چار لاکھ تک پہنچا دیں۔ اور جب چھ سال دفتر اول والوں کے ختم ہوں تو وہ ان کے بوجھ کو بغیر کسی کی مدد کے اٹھا سکیں۔ جہاں تک غیرت کا سوال ہے دفتر دوم کے اخراجات کا بوجھ دفتر دوم والوں کو ہی اٹھانا چاہیئے۔ دفتر اول والوں نے اپنی قربانیوں سے اپنا بوجھ خود اٹھایا اور ساتھ کچھ ریزرو فنڈ بھی قائم کیا۔ کل کو یہ کتنی شرم کی بات ہوگی کہ دفتر دوم والے یہ کہیں کہ ہماری ضروریات بھی دفتر اول والوں کے ریزرو فنڈ سے پوری کی جائیں۔ کسی شاعر نے کیا عمدہ کہا ہے کہ

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردی ہمسایہ در بہشت

یعنی جنت میں دوسرے کی مدد سے جانا دوزخ میں جانے کے برابر ہے۔ پس کوئی غیرتمند یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ کسی دوسرے کے سہارے پر زندہ رہے۔ اس لئے دفتر دوم والوں کو یہ امید نہ رکھنی چاہیئے کہ ہمارا بوجھ دفتر اول والے یا دفتر سوم والے اٹھائیں گے۔ بعض لوگ یہ حساب لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ اتنا ریزروفنڈ ہے اُس سے کمی پوری کی جاسکتی ہے۔ اِس قسم کے حساب لگانا ادنیٰ درجے کے آدمیوں کا کام ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک شخص دوسرے آدمی سے یہ امید لگائے بیٹھا رہے کہ وہ میرا بوجھ اٹھائے گا۔ تم صحابہؓ کو دیکھو اُن میں یہ احساس کس قدر موجزن تھا کہ ہر شخص کو اپنا بوجھ خود اٹھانا چاہیئے اور کسی کا سہارا نہیں ڈھونڈنا چاہیئے۔ ایک صحابیؓ کے متعلق آتا ہے کہ میدانِ جنگ میں عین لڑائی کے وقت اُن کا کوڑا گر گیا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھے اور فوج کو لڑوا رہے تھے۔ ایک دوسرا سپاہی اِس خیال سے کہ آپ کے کام میں حرج واقع نہ ہو کوڑا اٹھانے کے لئے جھکا۔ کوڑے والے نے اُسے آواز دے کر کہا کہ تجھے خدا کی قسم ہے میرا کوڑا نہ اُٹھانا میں خود اٹھاؤنگا۔ پھر وہ گھوڑے سے اُترے اور اُتر کر کوڑا اٹھایا اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اور اُس شخص کو جو کوڑا اٹھانے کے لئے جھکا تھا کہنے لگے۔ مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عہد کیا تھا کہ میں کسی سے سوال نہیں کرونگا2۔ یعنی گو مَیں نے آپ سے سوال نہیں کیا لیکن عملی رنگ میں یہ سوال ہی تھا اور مَیں نے یہ برداشت نہ کیا کہ مَیں نے جو عہد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا وہ ٹُوٹے۔ مَیں اسے آخر دم تک نبھانا چاہتا ہوں۔ یہ غیرت ہے جو انسان کو قربانیوں پر برانگیختہ کرتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا دار لوگ بھی اپنی روایتوں کو برقرار رکھنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں اور وہ کسی حالت میں بھی اپنے وقار پر حرف نہیں آنے دیتے اور کسی کا سہارا نہیں لیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ آپ کے دادا ایک دنیا دار آدمی تھے وہ اسّی سال کی عمر میں پیچش کی مرض سے فوت ہوئے۔ اُن کو بار بار قضائے حاجت کے لئے جانا پڑتا تھا۔ مرنے سے ایک دو گھنٹے پہلے جبکہ وہ بہت کمزور ہو چکے تھے قضائے حاجت کے لئے اُٹھے تو نوکر نے اِس خیال سے کہ کمزوری بہت ہے کہیں گر نہ جائیں آپ کا بازو پکڑ لیا۔ آپ نے اُس کے ہاتھ کو پرے جھٹک کر کہا مَیں تمہارا سہارا نہیں لینا چاہتا۔ یہ ایک دنیا دار شریف آدمی کی غیرت

ہے۔مومنِ کامل کی غیرت اِس سے بہت زیادہ ہونی چاہئیے ۔ پس دفتر دوم والوں کو چاہئیے کہ وہ بھی غیرت کا ثبوت دیں اور کہہ دیں کہ ہم کسی دوسرے کا سہارا نہیں لیں گے ۔ بلکہ ہم پر جو بوجھ پڑے گا ہم اُسے برداشت کریں گے ۔اور دفتر اول والوں یا دفتر سوم والوں کے ریزرو فنڈ سے اپنی ضروریات پوری نہیں کریں گے ۔

جیسا کہ مَیں پہلے کئی دفعہ بتا چکا ہوں ۔ جب دفتر اول کا کام ختم ہو جائیگا تو دفتر سوم شروع کر دیا جائے گا تا کہ دفتر دوم کام چلاتا رہے اور دفتر سوم اپنا ریزرو فنڈ جمع کرتا رہے ۔اور جب دفتر دوم کا کام ختم ہو دفتر سوم اِس قابل ہو کہ اس بوجھ کو اٹھا سکے ۔ پس اگر دفتر دوم والے دفتر اول والوں کے ریزرو فنڈ سے یا دفتر سوم والوں کی مدد سے بوجھ اٹھائیں تو وہ پَست حوصلہ اور دون ہمت ہونے کی مثال قائم کرنے والے ہوں گے ۔ جب تک یہ روح نوجوانوں میں کام نہیں کرتی اور جب تک وہ اِس قابل نہیں بنتے کہ اپنا کام اپنے وقت میں اپنے قائم کردہ فنڈ سے چلائیں اُس وقت تک وہ گردن اٹھا کر قوم کے سامنے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم غیرتمند ہیں ۔ پس نوجوانوں کو اپنے عزم مضبوط کرنے چاہئیں اور اپنے حوصلے بلند کرنے چاہئیں تا کہ گزشتہ جماعتوں کی طرف ان کی نظر اوپر سے نیچے کی طرف آئے ۔جس طرح پہاڑ پر چلنے والا آدمی نیچے کے لوگوں کو دیکھتا ہے ۔

دوسری بات جس کی طرف جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اِس سال ہمارے پچاس واقفین جو کہ بطور دیہاتی مبلغین کے تعلیم حاصل کر رہے تھے تعلیم سے فارغ ہو جائیں گے اور تبلیغ کرنے کے لئے مختلف مقامات پر متعین کر دیئے جائیں گے ۔آئندہ سال کے لئے ہمیں کم از کم پچاس اَور مبلغین کی ضرورت ہے ۔ مجھے اِس کے متعلق اطلاع نہیں دی گئی کہ کتنی درخواستیں اب تک موصول ہوئی ہیں ۔ چونکہ تحریک تو مَیں نے کرنی ہوتی ہے اِس لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ مجھے رپورٹ پہنچتی رہے ۔لیکن نظارت دعوۃ وتبلیغ کی طرف سے ابھی تک مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی ۔ ایک مسل کے ذریعہ مجھے سرسری طور پر یہ علم ہوا ہے کہ پندرہ سولہ درخواستیں آچکی ہیں ۔اور اب ممکن ہے بیس پچیس ہوگئی ہوں ۔لیکن ہمیں کم از کم پچاس آدمیوں کی ضرورت ہے ۔جن لوگوں کی اتنی تعلیم نہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کے مبلغ بن سکتے ہوں اور وہ اپنے دل میں خدمت دین

کا شوق رکھتے ہوں ایسے لوگوں کے لئے یہ بہترین موقع ہے۔ ہم دیہاتی مبلغین میں مڈل پاس اور اردو پرائمری پاس آدمیوں کو بھی لے لیتے ہیں۔ کچھ عرصہ اُن کو دینی مسائل سکھائے جاتے ہیں اور کچھ طب پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے بعد انہیں پنجاب کے مختلف دیہات میں کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ اور جہاں تک ہم نے تجربہ کیا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ تجربہ بہت کامیاب رہا ہے۔ کئی جماعتیں ایسی تھیں جو کہ چندوں میں سُست تھیں اب اُن میں بیداری پیدا ہوگئی۔ پہلے سال صرف پندرہ آدمی اس کلاس میں شامل ہوئے تھے اور پچھلے سال پچاس شامل ہوئے اِس سال چاہیئے کہ ستّر طلباء تو اس جماعت میں داخل ہوں اور پھر 1948ء میں ایک سَو بیس دیہاتی مبلغ تیار کئے جائیں۔ اگر اِس طرح ترقی کی طرف قدم اٹھایا جائے تبھی کامیابی ہوسکتی ہے۔ مبلغ بنانا جماعت کا کام ہے اور تبلیغ کا کام جماعت نے ہی کرنا ہے۔ آسمان سے فرشتے آ کر نہیں کریں گے اور نہ ہی دوسری قوموں کے آدمی آ کر کریں گے۔ کیا ہم وفاتِ مسیح اور صداقتِ مسیح موعودؑ کی تبلیغ کے لئے کچھ ہندوؤں، سکھوں، اور عیسائیوں کو مبلغ بنا سکتے ہیں؟ اگر ہم ان قوموں میں سے مبلغ رکھنا منظور بھی کرلیں تو وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان ہوگا وہ کبھی بھی اِس کام کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ اور اگر باوجود ایک مذہب پر ایمان رکھنے کے کوئی شخص دوسرے مذہب کی تبلیغ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو وہ اپنے مذہب کے ساتھ غداری کرتا ہے۔ اور جو شخص اپنے مذہب سے غداری کرتا ہے وہ تمہارے ساتھ کیونکر وفاداری کرسکتا ہے۔ اصل چیز تو ایمان ہے۔ اگر کوئی شخص پیسے لے کر اپنا ایمان بیچتا ہے تو ایسے شخص سے کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ سال میں بیسیوں چٹھیاں میرے پاس آتی ہیں کہ ہم اپنے مذہب سے بیزار ہیں۔ ہمیں بتایا جائے کہ اگر ہم آپ کے مذہب میں داخل ہوں تو ہمیں کیا دیا جائیگا؟ مَیں ایسے لوگوں کو یہی جواب دیا کرتا ہوں کہ پہلے آپ دیانتدار بنیں اور پھر قربانی کی نیت سے مذہب تبدیل کریں۔ تو خدا تعالیٰ آپ کو جزا دے گا۔ کوئی بندہ کسی کو کیا جزا دے سکتا ہے۔ دین کا بدلہ خدا تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ اگر تو کسی لالچ کی وجہ سے آپ مذہب چھورنا چاہتے ہیں تو ایسا نہ کریں اور اپنے مذہب سے وفاداری کریں۔ اور اگر حقیقت میں اسلام کو آپ سچا سمجھتے ہیں تو سچائی کے لئے قربانی کریں۔ چونکہ ہم کسی ایسے شخص کو جو لالچ کی وجہ سے مذہب تبدیل کرنا چاہتا ہے شامل نہیں کرتے اِس لئے اللہ تعالیٰ

کے فضل سے ہماری جماعت اخلاص میں ترقی کر رہی ہے۔ ورنہ اگر ہم روپیہ کا لالچ دے کر لوگوں کو اپنی جماعت میں شامل کرنا چاہیں تو ہزاروں لاکھوں آدمی ہمیں مل سکتے ہیں۔لیکن ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کے لئے بجائے مفید ہونے کے مُضِر ہوتے ہیں۔ان کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ کسی اچھے تیراک کے گلے میں پتھر باندھ دیا جائے۔ وہ بجائے اِس کے کہ تیرنے میں مدد دے اُس کے ڈبونے کا موجب ہوگا۔ پس جب ہم دوسروں سے یہ کام نہیں لے سکتے تو جماعت کو خود اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیئے ۔اور تمام جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ ہر سال ایک دو آدمی بھجوانے کی کوشش کریں۔ اِس وقت ہماری جماعت کئی ہزار گاؤں میں ہے۔اور ایک ہزار کے قریب تو انجمنیں ہیں۔اور بعض انجمنوں میں آٹھ دس گاؤں شامل ہوتے ہیں۔اور دیہاتی جماعتوں میں اگر مبلغین نہ پھیلائے جائیں تو اُن کی تربیت و اصلاح نہیں ہوسکتی۔ اور چونکہ ہماری جماعت کے افراد بھی عام مسلمانوں میں سے آتے ہیں اِس لئے بعض لوگوں کو نماز سکھانے کی ضرورت ہوتی ہے بعض کو نماز کا ترجمہ پڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔اور احمدیت کے مسائل جب تک بار بار اُن کے سامنے بیان نہ کئے جائیں وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ بلکہ بعض لوگ تو باوجود سمجھانے کے بھی نہیں سمجھ سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ عورتوں میں درس دینا شروع کیا۔ایک خاتون جو کہ نابھہ سٹیٹ سے آئی ہوئی تھیں بڑے شوق کے ساتھ درس میں شریک ہوتیں اور سب سے آگے بیٹھتیں۔ پندرہ بیس دن تک آپ ضرورت نبوت، ماموررین کی صداقت کے دلائل، معیارِ صداقت اور وفاتِ مسیح پر لیکچر دیتے رہے۔ پندرہ بیس دن کے بعد آپ کو خیال آیا کہ عورتوں کا امتحان لینا چاہیئے کہ وہ کچھ سمجھتی بھی ہیں یا نہیں۔آپ نے اُسی خاتون سے جو نابھہ سٹیٹ سے آئی ہوئی تھیں اور سب سے آگے بیٹھا کرتیں پوچھا کہ تم بتاؤ میرے ان لیکچروں سے کیا سمجھی ہو؟ اُس عورت نے نہایت سادگی سے جواب دیا کہ ’’کوئی نماز روزے دیاں گلاں ای کردے ہووگے۔ ہور کی کہنا سی‘‘ یعنی آپ کوئی نماز روزے کے متعلق ہی وعظ کرتے ہونگے اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس خاتون کا جواب سن کر آئندہ کے لئے اُس درس کو بند کر دیا کہ جب یہ سمجھ ہی نہیں سکتیں تو ان میں درس دینا تو تضییعِ اوقات ہے۔معلوم

ہوتا ہے کہ کسی نے اُن خاتون کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ذکر کیا کہ ایک مامور آیا ہے تو انہوں نے کہا چلو ہم بھی مان لیتے ہیں۔ یا ہوسکتا ہے کہ اُن کے خاوند احمدی ہوں اور اِس وجہ سے وہ بھی احمدی ہوگئی ہوں۔ لیکن اُن کو بھی احمدیت کی تعلیم اور اس کے مسائل سے واقفیت ہی نہ تھی اِس لئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچروں کو سمجھ نہ سکی۔ پس جب تک ایسے لوگوں کی تربیت نہ کی جائے اور اُن کو مسائل سے آگاہ نہ کیا جائے وہ علم وعرفان کی باتوں کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ وہ تو یہی سمجھیں گے کہ الف لیلیٰ سنائی جارہی ہے۔ جماعت میں علم پیدا کرنے کے لئے، جماعت میں تنظیم پیدا کرنے کے لئے، جماعت کو بیدار کرنے کے لئے ہمیں دیہاتی مبلغوں کی اشد ضرورت ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر گاؤں میں اپنا ایک ایک مبلغ بٹھائیں اور کوئی جگہ ایسی نہ رہے جہاں ہمارا مبلغ موجود نہ ہو۔ لیکن اگر حالت یہ ہو کہ ہم تو سکھانے کو تیار ہوں، ہم تو مبلغ بنانے کو تیار ہوں لیکن آدمی ہی نہ ہوں تو ہم سکھائیں کسے اور مبلغ کسے بنائیں۔

پس تمام جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ اِس تحریک کو دوستوں میں پھیلائیں اور اِسی ماہ کے اندر اندر ایسے لوگوں کے نام بھجوادیں جو کہ دیہاتی مبلغین میں کام کرنا چاہتے ہوں۔ یا اگر اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں خود یہ تحریک پیدا کرے تو ایسے انسان کو بھی دیر نہیں کرنی چاہیئے اور اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کردینا چاہیئے۔ جتنی جلدی ہوسکے ہمارے پاس نام پہنچ جانے چاہئیں تاکہ ہم کلاس شروع کراسکیں۔ اور شامل ہونے والے ابتدا سے ہی کلاس میں شامل ہوجائیں۔ بعد میں آنے والے اپنی تعلیم میں کمی محسوس کرتے ہیں اور ساتھ چل نہیں سکتے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ جنوری کے آخر یا فروری کے شروع میں یہ کلاس جاری کردی جائے۔ جو لوگ بعد میں آئیں گے وہ تعلیم میں پیچھے رہ جائیں گے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جو دوست چار پانچ ماہ کے بعد آتے ہیں وہ کلاس میں چل نہیں سکتے اور پھر معذرت شروع کردیتے ہیں کہ ہم یکدم اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتے اور ہم کلاس کے ساتھ چل نہیں سکتے۔ ابتدا میں شامل ہونا اُن کے لئے بھی فائدہ مند ہے ہمارے لئے بھی فائدہ مند ہے اور سلسلہ کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ ہمارے لئے اِس طرح فائدہ مند ہے کہ ہم آسانی سے ان کی پڑھائی ختم کراسکتے ہیں۔ اور ان کے لئے اِس طرح فائدہ مند ہے کہ وہ آسانی سے اپنا کورس ختم کرسکتے ہیں۔ سلسلہ کا یہ فائدہ ہے کہ وہ زیادہ علم حاصل کرکے زیادہ

اچھے مبلغ ثابت ہوں گے۔ پس میری اِس تحریک کو جماعت میں اچھی طرح پھیلایا جائے۔ اور یہ کوشش کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ دوست اپنی زندگیاں دیہاتی مبلغین کے طور پر وقف کریں۔ ہم دیہاتی مبلغین کی تعداد کو انشاء اللہ بڑھاتے جائیں گے۔ پہلے ایک ہزار پھر دو ہزار پھر تین ہزار پھر چار ہزار۔ اِس طرح جتنا ہو سکے گا اِس تعداد کو بڑھانے کی کوشش کی جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں ہی آٹھ لاکھ گاؤں ہیں۔ اور اگر فی گاؤں ایک مبلغ رکھا جائے تو آٹھ لاکھ تو یہ ہو گئے۔ چھوٹے چھوٹے شہروں میں گاؤں کی نسبت دس دس گُنے، بیس بیس گُنے آبادی ہوتی ہے اِس لحاظ سے دو لاکھ مبلغ شہروں کے لئے درکار ہیں یہ کُل دس لاکھ بنتے ہیں۔ اگر ہمارا دس لاکھ آدمی کام کر رہا ہو تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں تبلیغ کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔ بے شک دنیادار لوگوں کی نظروں میں ہماری یہ باتیں خواب و خیال نظر آتی ہیں لیکن مومن کے نزدیک یہ خواب و خیال نہیں بلکہ یقینی ہیں۔ کیونکہ اس کی طرف سے کوشش میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل میں بھی کمی نہیں رہے گی۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم قربانیاں کرتے چلے جاؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ بیٹھا ہوا تماشہ دیکھتا رہے گا؟ دنیوی کاموں میں ایک فیصدی کام تم کرتے ہو اور ننا وے فیصدی اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کرتا ہے۔ جن کاغذوں پر لکھا ہوا تم علم حاصل کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ نے بنائے۔ جن اُستادوں سے تم علم پڑھتے ہو وہ اللہ تعالیٰ نے بنائے۔ جو علم تم پڑھتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔ جن دماغوں میں تم ان کو حفظ کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ نے بنائے۔ تم صرف اتنا کرتے ہو کہ ان علوم کو رَٹ لیتے ہو۔ اگر دنیوی کاموں میں اللہ تعالیٰ تمہاری ننانوے فیصدی مدد کرتا ہے تو دینی کاموں میں وہ کیوں تمہاری مدد نہ کرے گا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دینی کاموں میں اللہ تعالیٰ ایک لاکھ میں سے ننانوے ہزار نَو سو ننانوے حصہ خود کرتا ہے اور لاکھ میں سے ایک حصہ تم کرتے ہو۔ **پس یہ خواب کی باتیں نہیں بلکہ یقین پر مبنی ہیں۔ تم میں سے بہت سے لوگ ابھی زندہ ہوں گے کہ اِن باتوں کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھیں گے۔ اور دنیا ختم نہیں ہو گی جب تک کہ ہر گاؤں اور ہر قصبہ میں اور شہر میں احمدی مبلغ پہنچ نہ جائیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی باتیں ہیں اور ضرور پوری ہو کر رہیں گی اور کوئی طاقت اِن کو پورا ہونے سے روک نہیں سکتی۔** ہمارا کام یہ ہے کہ ہم

اپنی پوری کوشش کے ساتھ اپنے زمانہ کی ضروریات کو پورا کرتے جائیں۔

مَیں امید کرتا ہوں کہ ہر ایک جماعت یہ کوشش کرے گی کہ وہ جلد سے جلد ایک، دو یا اِس سے زیادہ جتنے آدمی مل سکیں پیش کرے۔ ہم ہر سال اِس کلاس کو بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو ہوتے ہوتے یہ کلاس ایک ہزار سالانہ تک پہنچ جائے گی۔ اور پھر اِس سے بڑھنا شروع کرے گی۔ جماعتوں کی تربیت واصلاح کرنے اور تعلیم کو فروغ دینے کے لئے سَو مبلغ فی سال کچھ بھی نہیں۔ ہر سال جماعتیں اپنی ضروریات پیش کرتی رہتی ہیں۔ لیکن ہمارے پاس اتنے آدمی ہی نہیں کہ ہم اُن کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ پس جماعت کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ پچھلے سال کی نسبت بہرحال اِس سال زیادہ آدمی اِس کلاس میں شامل ہوں۔ اگر پچھلے سال پچاس آدمیوں کی کلاس تھی تو اِس سال ستّر یا اسّی کی کلاس ہو۔ اگر ہم ہر سال پچاس دیہاتی مبلّغ ہی تیار کریں تو دس سال میں جا کر ہمارے پاس پانچ سو دیہاتی مبلغ ہوں گے حالانکہ ہماری ضرورت ایک ہزار فی سال سے بھی پوری نہیں ہوتی۔ اب وقت تھوڑا رہ گیا ہے جماعت کو چاہیئے کہ جتنی جلدی ہو سکے ایسے مخلصین کے نام بھجوا دے جو کہ اِس تحریک میں شامل ہونا چاہتے ہوں۔ اور وہ مخلصین جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ یہ تحریک پیدا کرے اُن کو بھی ناموں کے بھجوانے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اگر پچھلے سال پچاس آدمی اِس کلاس میں شامل ہوئے تو اِس سال اُس سے ڈیوڑھے یا دُگنے شامل ہوں کیونکہ اِس سے کم میں ہماری ضرورت کسی طرح پوری نہیں ہو سکتی۔" (الفضل 30 جنوری 1947ء)

1: مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرۃ: 262)

2: ابن ماجہ کتاب الزکوٰۃ۔ باب كَرَاهِيَةِ الْمَسْئَلَةِ۔